

1 عمومی جائزہ

1.1 اقتصادی جائزہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی معیشت درستی کی راہ پر مسلسل بڑھتی رہی۔ ابھی تک جو پالیسیاں اختیار کی گئی ہیں وہ معاشی عدم توازن سے نمٹنے اور معیشت کو استحکام کی طرف گامزن رکھنے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

جہاں تک پالیسیوں کا تعلق ہے، کئی پیش رفتیں اہم تھیں۔ اول، آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے آغاز سے معاشی استحکام کا عمل تیز ہو گیا۔ اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کو درمیانی مدت کے مہنگائی کے ہدف کے مطابق رکھا اور ساتھ ہی مالیاتی محاذ پر بھی استحکام کی کوششیں نمایاں رہیں۔ دوم، مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کا نظام نافذ کیا گیا جس کے بعد ابتدائی بے چینی کو چھوڑ کر بین البینک بازار مبادلہ سے خود کو ہم آہنگ کیا۔ سوم، حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قرض کے اجرائے ثانی سمیت خسارے کی تسکین سے بچنے کے اپنے عہد کی پاسداری کی جو مؤثر زری انتظام کو یقینی بنانے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چہارم، حکومت نے دستاویزیت کی کوششیں جاری رکھیں جن میں اثاثوں کی نو قدر پیمائی، سخت مالی چھان بین اور کاروباری اداروں کی قدری زنجیروں کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک منضبط طریقہ کار متعارف کرایا جانا شامل ہیں۔

جدول 1.1: معاشی اظہارے			
م 19ء	م 19ء	م 20ء	م 20ء
شرح نمو (فیصد)			
-3.4	-0.6	-5.9	بڑے پیمانے کی اشیا سازی الف
7.3	5.6	11.5	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط سال بسال) الف-1
11.6	2.1	-0.3	نئی قرضہ (بہاؤ) ب
11.3	0.1	0.6	زری رسد (بہاؤ) ب
-1.1	4.2	2.5	برآمدات الف
-9.9	-0.04	-20.9	درآمدات الف
-6.6	-5.9	-11.9	پالیسی ریٹ کا تفاوت 2
3,828.5	832.3	959.1	ایف بی آر ٹیکس حاصل (ارب روپے) 2
-24.1	-2.2	2.4	شرح مبادلہ (+ اضافہ / - کمی فیصد) ب
ملین امریکی ڈالر			
7,280.4	8,408.7	7,936.6	اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر (ختم مدت) ب
21,838.6	5,557.6	5,478.1	کارکنوں کی ترسیلات زر ب
1,668.0	559.4	542.1	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
فیصد جی ڈی پی			
-4.9	-5.5	-2.3	جاری کھاتے کا توازن ب
-8.9	-1.4	-0.7	مالیاتی توازن (جی ڈی پی کا فیصد) 2
-3.5	-0.1	0.6	بنیادی توازن (جی ڈی پی کا فیصد) 2

اعداد و شمار کے ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات؛ ب اسٹیٹ بینک؛ اور 2 وزارت خزانہ

1 سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں سال بسال اوسط نمو (100=08-2007)۔

2 اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ اور شبیہ شرحوں میں فرق (میس پوائنٹس)۔

اگرچہ دستاویزیت کی کامیابی پالیسی کے تسلسل پر منحصر ہے اور یہ درمیانی مدت میں محصولات کے اضافے میں ظاہر ہوگی تاہم استحکام کی جاری کوششوں کے نتائج کم ہوتے ہوئے جڑواں خسارے کی شکل میں ظاہر ہو گئے ہیں (جدول 1.1)۔ خصوصاً مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ گزشتہ سال کی سطح کے نصف سے بھی کم ہو گیا۔ یہ بہتری درآمدات میں نمایاں سکڑاؤ اور شعبہ توانائی میں قابل تجدید ذرائع اور مقامی کونسلے کی جانب جاری رجحان کی بنا پر آئی جبکہ ملک کی برآمدات میں حجم کے فوائد بھی ظاہر ہوئے۔ اس طرح، بین البینک میں ادائیگیوں کا فرق کم ہونے کے ساتھ، دستیاب رقوم نے اسٹیٹ بینک کو زرمبادلہ کے ذخائر جمع کرنے میں مدد دی۔

مالی محاذ پر بہتری وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ٹیکس اور نان ٹیکس کی وصولیوں کی بھرپور نمو اور جاریہ اخراجات پر قابو پانے سے آئی ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی مالیاتی خسارہ پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہا، اور سات سہ ماہیوں میں پہلی بار بنیادی توازن میں فاضل ریکارڈ کیا گیا۔¹ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ترقیاتی اخراجات میں 30.5 فیصد کا بھاری اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

تاہم استحکام کے ان فوائد کے باوجود، کاروبار اور صارفین کے درمیان مجموعی طور پر اعتماد کمزور رہا کیونکہ وہ اپنی قوت خرید کے تحفظ کے لیے کوشاں رہے اور رد و بدل کے عمل سے پیدا ہونے والی عملی رکاوٹوں سے نمٹتے رہے۔ صارفین کے لیے معیشت میں مہنگائی کے دباؤ (خاص طور پر غذائی اشیاء) میں اضافہ خاص طور پر پریشان کن تھا کیونکہ اس سے ان کی حقیقی آمدنی متاثر ہوئی۔ بلند مہنگائی کا یہ نتیجہ بڑی حد تک شرح مبادلہ میں کمی کی منتقلی، توانائی کی قیمتوں کی درستی، غذائی اشیاء کی قلت اور حکومت کی طرف سے محاصل کے حوالے سے کیے گئے اقدامات کی وجہ سے پیدا ہوا۔ کاروباری اداروں کے لیے موجودہ معاشی حالات کے بارے میں تاثرات مقررہ سطح (اشاریہ قیمت 50 سے نیچے، جو مثبت خیالات کے مقابلے میں منفی خیالات کی نمائندگی کرتا ہے) سے نیچے ہی رہے، جیسا کہ اگست اور اکتوبر میں آئی بی اے-ایس بی پی سروے سے پتہ چلتا ہے۔ حکومت کے محاصل کے حوالے سے سخت اقدامات اور قرضوں کی سخت شرائط کے علاوہ، اس سے کاروباری اداروں کو ایف بی آر کی ہدایات کا ممکنہ اثر بھی ظاہر ہوتا ہے جن میں خریداروں اور سپلائرز سے سیلز ٹیکس گوشوارے جمع کرواتے وقت شناختی کارڈ نمبر ریکارڈ کرنے کو کہا گیا ہے۔

اگرچہ بڑے کاروباری اداروں (خاص طور پر برآمدی اور درآمدات کی مسابقتی صنعتوں) کی مبادیات میں تیزی رہی تاہم انہوں نے طویل مدتی نقطہ نظر اختیار کرنے سے گریز کیا۔ یہ محتاط رویہ، اور اس کے ساتھ گھٹتی ہوئی طلب اور غیر رجسٹرڈ کاروبار۔ جس پر ڈیلر شپ نیٹ ورک اور رجسٹرڈ فرموں کے انفراسٹرکچر کا غلبہ ہے۔ میں کمی معاشی سست روی کو بڑھانے کی وجہ بنی۔ مجموعی طور پر، بڑے پیمانے کی اشیاء سازی (ایل ایس ایم) کے اندر متعدد صنعتوں کو اس سہ ماہی کے دوران خام مال کی روز افزوں لاگت سے بڑھتی ہوئی انوینٹری کے باعث

¹ بنیادی توازن کا مطلب ہے سودی ادائیگیوں کے اثر کا لحاظ رکھنے کے بعد کی مالیاتی پوزیشن۔

مشکلات پیش آئیں۔ چونکہ منافع کے مجموعی مارجن کم ہو گئے اور مالکاری کی لاگت میں اضافہ ہوا اس لیے فرموں نے اپنی زیریں حدود کو قائم رکھنے کے لیے اپنے آپریشنز میں کمی کر دی۔ اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے ذیلی شعبوں کی اکثریت میں ایک سکڑاؤ دیکھنے میں آیا۔

پالیسی کے نقطہ نظر سے، یہ ضروری ہے کہ کمزور ہوتی ہوئی اقتصادی سرگرمی کے باوجود ردوبدل کا عمل نیز جڑواں خسارے کے ضمن میں مستحکم فوائد کا حصول جاری رہے۔ معیشت میں ابھی تک موجود کمزوریوں اور پرانی ساختی کمزوریوں کے پیش نظر پالیسی کا تسلسل بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں تین پہلو اہم ہیں۔ اول، جاری کھاتے میں زیادہ تر بہتری ملک کے درآمدی بل میں کمی سے آئی ہے۔ برآمدات نے تاحال نمایاں حصہ نہیں ڈالا ہے، کیونکہ حجم کے بھرپور فوائد کو قیمت کے رجحانات کی مدد حاصل نہیں۔ مزید برآں، اگرچہ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی رک گئی ہے، تاہم مجموعی ذخائر کی صورت حال (درآمد کی کوریج کے لحاظ سے) اطمینان بخش سطح سے نیچے ہے۔

دوم، محاصل کی بنیاد میں مطلوبہ تنوع لانے کے لیے دستاویزیت سے متعلق اعلان کردہ اقدامات پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ یہ ملک کے مالیاتی محصولات کے ڈھانچے کو، جو اس وقت بہت کم شعبوں پر زیادہ انحصار کر رہا ہے، از سر متوازن کرنے کے لیے ضروری ہے۔ خاص طور پر، ٹیکس وصولیاں صنعتوں میں مرکوز ہیں اور زراعت و خدمات کے شعبے جی ڈی پی میں اپنے اپنے حصہ کے مطابق حصہ نہیں ڈالتے۔ مزید برآں، درآمدات سے متعلق وصولیوں کا ایک غیر متناسب طور پر بڑا حصہ پاکستان کے ٹیکس نظام کو کاروباری ادوار اور مجموعی درآمدی رجحان کے حوالے سے بے حد منحوش بناتا ہے۔

سوم، غذائی اشیاء کی قیمتوں کا انتظام حال ہی میں ایک چیلنج بن گیا ہے۔ یہاں یہ غور کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا یکبارگی عوامل کے اثرات آگے چل کر دھیمے پڑ جانے کا امکان ہے۔ تاہم، رسدی انتظام کے امور، جیسے اجناس کی خریداری کی ایجنسیوں کا کمزور نظم و نسق، ذخیرہ اندوزی اور علاقائی تجارت میں رکاوٹیں، ممکنہ طور پر غذائی مہنگائی کو آئندہ برقرار رکھ سکتی ہیں۔ اس سے معیشت میں طلبی دباؤ میں کمی کا اثر ختم ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ کسی حد تک مستحکم ہونے والی قوزی گرائی سے عکاسی ہوتی ہے۔

ان چیلنجوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ حکومت مضر ساختی کمزوریوں کا ازالہ کرے اور معیشت کو متوازن اور پائیدار نمو کے راستے پر ڈالے۔ مزید برآں، کاروبار کرنے کی آسانی کے حوالے سے حاصل شدہ فوائد کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لیے نہ صرف اہم سرکاری اداروں میں استعداد کو بڑھانا ضروری ہے، بلکہ عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے متعلقہ فریقوں کے ساتھ مستقل بات چیت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فرمیں سہولتی پالیسیوں، خاص طور پر برآمدات کو فروغ دینے والی

ترغیبات سے فائدہ اٹھائیں اور عالمی قدری زنجیروں میں قدم جمائیں۔ اس سے نہ صرف ہماری مصنوعات کو عالمی تقاضوں کے رجحانات سے ہم آہنگ کیا جاسکے گا بلکہ برآمدات کو پائیدار نمو کی راہ پر گامزن کیا جاسکے گا (خصوصی سیکشن 1)۔

1.2 خلاصہ

حقیقی شعبہ

گذشتہ سال جی ڈی پی کی معمولی شرح نمو 3.3 فیصد کے بعد حکومت نے م 20ء کے لیے 4.0 فیصد نمو کا ہدف مقرر کیا۔ اس بحالی کی بنیاد یہ تھی کہ زراعت اور صنعتی شعبے بہتر کارکردگی دکھائیں گے جبکہ شعبہ خدمات کے لیے ہدف ایک سال پہلے کی نمو جتنا تھا۔ تاہم، پہلی سہ ماہی کے دوران سست آغاز کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زراعت اور صنعت کے لیے سالانہ اہداف کا حصول مشکل ثابت ہو سکتا ہے۔

زراعت کے شعبے میں، خریف سیزن کے نظر ثانی شدہ تخمینوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہم فصلوں کی پیداوار کے مالی سال 20ء کے ہدف سے نیچے رہنے کا امکان ہے۔ خاص طور پر بے وقت بارشوں اور کیڑوں کے حملوں نے کچھ حد تک کپاس کی پیداوار میں رکاوٹ پیدا کی۔ گنے کے حوالے سے گذشتہ خریف سیزن میں کاشتکاروں کا تجربہ، جب انہیں فصل پر متوقع منافع نہ مل سکا تھا، زیر کاشت رقبے میں کمی کا سبب بنا۔ اس کے برعکس، چاول کی فصل نے زیر جائزہ مدت کے دوران اچھی کارکردگی دکھائی اور مالی سال 20ء کا سالانہ ہدف بآسانی عبور کر لیا۔ اس کو باسستی اور غیر باسستی اقسام کے بہتر برآمدی امکانات سے منسلک کیا جاسکتا ہے جس نے کاشتکاروں کو پچھلے سال کی نسبت چاول کی کاشت کے لیے زیادہ رقبہ مختص کرنے کی ترغیب دی۔

جہاں تک صنعت کا تعلق ہے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کا زوال بڑھ گیا۔ معاشی استحکام کی پالیسیوں کے اثرات اور شرح مبادلہ میں کمی کے دور ثانی کے اثرات نے ملکی صنعتوں کے لیے رسد دی دباؤ (مہنگے خام مال) اور کم طلب (حقیقی آمدنی میں معمولی نمو) دونوں میں اپنا حصہ ڈالا۔ مالی اور عملی اخراجات میں اضافے کی بنا پر فولاد، گاڑیوں، کیمیکلز اور سینٹ سمیت متعدد صنعتوں نے اپنی پیداوار میں کمی کر دی۔ مزید برآں، بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل سے بٹنے کی حکومت کی پالیسی کے باعث مقامی ریفائنریوں کو اپنے آپریشنز میں کمی کرنا پڑی۔ اس کے برعکس، شرح مبادلہ میں پچھلی درستی نے برآمدی صنعتوں کی مدد کی جو ٹیکسٹائل اور چمڑے کی نسبت بہتر کارکردگی سے ظاہر ہوتی ہے۔ دریں اثنا، کھاد کی پیداوار کو قدرتی گیس کی بہتر فراہمی سے فائدہ ہوا۔

خدمات کے شعبے میں، پراکسی اشاریوں - جیسے بڑے پیمانے کی اشیاء سازی اور درآمدات میں سست روی اور مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں کم شعبہ جاتی قرضوں کا استعمال - کے رجحان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تھوک اور خردہ تجارتی سرگرمیاں نسبتاً کم رہیں۔ اسی

طرح، پہلی سہ ماہی کے دوران جہاں تک نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا تعلق ہے، کمرشل گاڑیوں کی فروخت اور ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم کی فروخت دونوں میں کمی واقع ہوئی۔ اس کے برعکس گزشتہ سال کی نسبت مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کا بلند منافع مالیات اور پیسے جز کے پورے سال کے امکانات کے لیے نیک شگون ہے۔ بینکوں کی آمدنی میں بہتری بنیادی طور پر بڑھتی ہوئی شرح سود اور بینکاری تفاوت کے اثر کی عکاسی کرتی ہے جس سے بینکوں کی خالص سودی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مہنگائی اور زری پالیسی

زری پالیسی کمیٹی نے اپنے جولائی 2019ء کے فیصلے میں پالیسی ریٹ میں 100 بیس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔ اس فیصلے میں مہنگائی پر منڈلاتے ہوئے دباؤ کو مد نظر رکھا گیا، جس کی وجوہات یہ تھیں: (i) جولائی 2019ء سے گیس کے نرخوں میں (168 فیصد تک) نمایاں اضافے کا اعلان؛ (ii) بجٹ 2019-20ء میں اعلان کردہ محصولاتی اقدامات؛ اور (iii) مالی سال 19ء کے اختتام تک شرح مبادلہ میں کمی کی اثرات کی منتقلی۔ جوں جوں سہ ماہی آگے بڑھی، یہ دباؤ مہنگائی کے اعداد و شمار میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سہ ماہی کے دوران 11.5 فیصد کا وسیع البنیاد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جو مالی سال 12ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد مہنگائی کی بلند ترین سہ ماہی سطح ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ توڑی گرائی کا حصہ کم و بیش گزشتہ سال کی سطح پر رہا جس سے معاشی استحکام کی جاری کوششوں کے باعث معیشت میں کم ہوتے ہوئے طلبی دباؤ کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم، غذا اور توانائی کی مہنگائی میں اضافے نے مجموعی مہنگائی کو بڑھا دیا۔

اس سہ ماہی کے دوران توانائی کی قیمتوں میں 32.5 فیصد کا بھاری اضافہ ریکارڈ کیا گیا کیونکہ صرف گیس کی قیمتوں نے عمومی مہنگائی میں 1.6 فیصدی درجے کا حصہ ڈالا۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی 11.8 فیصد بڑھ گئی کیونکہ شرح مبادلہ میں کمی سے درآمدی مصنوعات (جیسے دالوں اور سبزیوں) کی لاگت میں اضافہ ہوا اور نقل و حمل کے اخراجات بھی بڑھ گئے۔ محصولاتی اقدامات نے بھی کردار ادا کیا کیونکہ تاجروں / اشیاء سازوں نے سگریٹ اور خوردنی تیل پر بلند فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور چینی پر سیلز ٹیکس میں اضافے کا اثر صارفین کو منتقل کر دیا۔ چونکہ جولائی 2019ء کے فیصلے میں اس دباؤ کو پہلے ہی مد نظر رکھا گیا تھا، اس لیے زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں رسد زر (ایم 2) کی مجموعی نمو 0.6 فیصد رہی جو گزشتہ سال صرف 0.1 فیصد تھی۔ ایم 2 میں تمام اضافہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کے بڑھنے سے ہوا، جو ملک کے ادائیگیوں کے توازن میں بہتری اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی پہلی قسط کی وصولی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ آئی ایم ایف کے توازن ادائیگی میں معاونت کی رقم حکومت بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لیے بھی استعمال کرے گی۔ خالص بیرونی اثاثوں کے برعکس، بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے سکڑ گئے

پاکستانی معیشت کی کیفیت

کیونکہ خالص میزانیہ قرض گیری (واجب الوصول بنیاد پر) میں اضافے کا اثر نجی شعبے کی قرض کی واپسی اور دیگر خالص اشیاء میں کمی (جو اسٹیٹ بینک کے منافع میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے) کی بنا پر زائل ہو گیا۔

میزانیہ قرض گیری کے اندر، ایک واضح تبدیلی دیکھنے میں آئی، جس میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کا قرض واپس کرنے کے لیے کمرشل بینکوں سے بہت زیادہ قرض لیا۔ یہ پچھلے سال کے برخلاف تھا، جب حکومت نے اپنا کمرشل بینک کا قرض واپس کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے بہت زیادہ قرض لیا تھا۔ اس تبدیلی کو دو عوامل سے منسوب کیا گیا۔ اول، حکومت بجٹ کی تسکین نہ کرنے کے عزم پر سختی سے قائم رہی۔ دوم، کمرشل بینکوں کی حکومتی پیپر ز میں سرمایہ کاری کی اپنی طلب مضبوط رہی کیونکہ انہیں توقع تھی کہ سود کی شرحیں بلند ترین سطح پر پہنچ چکی ہیں۔ مزید برآں وہ نجی شعبے کو قرض گاری سے بھی گریزاں رہے۔

نجی شعبے کے قرضے کے حوالے سے، اشیاء سازی اور تجارتی سرگرمیوں میں عمومی سست روی کے نتیجے میں کاروباری اداروں کی قرض کی طلب میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ اس کے ہمراہ بلند شرح سود متعدد شعبوں میں فرموں کے اپنے قرضے کم کرنے کی وجہ بنی جبکہ جاری سرمائے کے لیے تازہ درخواستوں میں بھی خاصی کمی آئی۔ مجموعی طور پر نجی کاروبار نے 85.4 ارب روپے کا قرض واپس کیا جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 99.0 ارب روپے لیے گئے تھے۔

مالیاتی شعبہ اور قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی اشاریوں میں نمایاں بہتری ریکارڈ کی گئی۔ محاصل کی وصولی میں بھرپور نمو اور جاریہ اخراجات پر قابو نے مالیاتی خسارے کو کم کر کے جی ڈی پی کے 0.7 فیصد تک (15 سہ ماہیوں کی پست ترین سطح) لانے میں مدد دی جبکہ گذشتہ سال خسارہ 1.4 فیصد تھا۔ محصولاتی خسارے میں بھی بڑی کمی آئی جبکہ سات سہ ماہیوں کے بعد بنیادی توازن میں فاضل ریکارڈ کیا گیا۔

سہ ماہی کے دوران مجموعی محاصل میں 35.1 فیصد اضافہ ہوا۔ اس میں ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں محاصل کا تقریباً برابر حصہ تھا۔ محاصل میں یہ اضافہ 2019-20ء کے بجٹ میں اعلان کردہ ٹیکس اقدامات کی بنا پر ہی ممکن تھا۔ مثال کے طور پر، بعض شعبوں (جیسے چینی، فولاد اور خوردنی تیل) کے لیے ترجیحی ٹیکس برتاؤ اور پانچ برآمدی شعبوں (ٹیکسٹائل، چمڑا، قالین، کھیلوں کا سامان اور جراحی کے آلات) کے لیے زیرو ریٹنگ کا نظام ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح، خاص طور پر پیٹرولیم مصنوعات اور چینی پر سیلز ٹیکس کے نرخوں میں اضافے، تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار افراد دونوں کے لیے انکم ٹیکس کی شرحوں میں اضافے، موبائل ٹاپ اپس پر ود ہولڈنگ ٹیکس اور سیلز ٹیکس کے دوبارہ نفاذ، سیمنٹ اور سگریٹ پر بلند تراکیماں ڈیوٹی اور بجلی کے نرخوں میں اضافے نے بھی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران محاصل کی

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء

بلند وصولی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ نان ٹیکس محاصل کی نمو بھی مضبوط رہی جس کی بڑی وجہ اسٹیٹ بینک کے منافع میں بڑا اضافہ اور جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدید کی فیس کی جزوی وصولی تھی جس کا بہت انتظار تھا۔

اس کے ساتھ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی اخراجات کی نمو گھٹ کر 8.0 فیصد رہ گئی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 12.1 فیصد تھی۔ پچھلے سال کے برخلاف، جب ترقیاتی اخراجات (زیادہ تر پی ایس ڈی پی) میں بھاری کمی نے مجموعی اخراجات کی راہ کا تعین کیا تھا، م س 20ء کی پہلی سہ ماہی میں کل اخراجات میں مجموعی کمی کی وضاحت جاریہ اخراجات کو قابو میں رکھنے کے عمل سے ہوتی ہے۔ سود کی ادائیگی (نقد کی بنیاد پر) اور دفاعی اخراجات دونوں میں م س 19ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت کم اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس سے مالی استحکام کی مجموعی کوششوں کو نقصان پہنچائے بغیر ترقیاتی اخراجات (خاص طور پر پی ایس ڈی پی) کو 30.5 فیصد بڑھانے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔

مالکاری کی کم ضروریات اور مستحکم شرح مبادلہ کے باوجود مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں قرض جمع ہونے کی رفتار مزید بڑھ گئی۔ اگرچہ حکومت خسارے کی تسکین سے گریز کے عزم پر سختی سے عمل پیرا رہی لیکن اس نے بینکاری نظام میں اپنے ڈپازٹس (کیش بفرز) بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا تا کہ آگے چل کر قرضوں کا انتظام ہموار طور پر ہو سکے۔ امریکی ڈالر کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قیمت میں کمی کی بنا پر نو قدر پیمائی کے فوائد اور قرض کی زیادہ واپسی کے باعث مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں بیرونی قرضے جمع ہونے کی رفتار نسبتاً کم تھی۔

بیرونی شعبہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ادائیگیوں کے توازن میں بہتری آتی رہی۔ درآمدی بل میں تیزی سے کمی کی وجہ سے جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کی سطح کے نصف سے بھی کم ہو گیا۔ ای ایف ایف کی پہلی قسط کی وصولی اور بیرونی جز دانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) کی بنا پر جاری کھاتے کا خسارہ دستیاب رقوم سے آسانی پورا ہو گیا۔ ان رقوم سے اسٹیٹ بینک کو اپنے زرمبادلہ کے ذخائر میں 656.2 ملین امریکی ڈالر کا اضافہ اور آئندہ کے خالص واجبات کو 1.3 ارب امریکی ڈالر کم کرنے میں مدد دی۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپیہ 2.4 فیصد بڑھ گیا۔

درآمدی ادائیگیوں میں 22.7 فیصد کی بڑی کمی واقع ہوئی جس میں توانائی کی درآمد کا حصہ تقریباً ایک تہائی تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، فرانس آئل سے ہٹنے اور مقامی کوئلے کی طرف جانے سے ان دونوں اشیاء کی درآمد کی طلب میں کمی آئی۔ مزید برآں، کم بین الاقوامی قیمتوں سے ملک کو پیٹرول اور ایل این جی کی درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کے بغیر انہیں درآمد کرنے کا موقع ملا۔ پچھلے سال (ڈی اے پی کھاد، پام

پاکستانی معیشت کی کیفیت

آئل اور گاڑیاں کے) موجودہ اسٹاک میں اضافے اور صنعتی سرگرمیوں میں سست روی (لوہا اور فولاد) کے باعث غیر توانائی درآمدات کی طلب بھی کم رہی۔

برآمدی محاذ پر، متعدد مصنوعات کا حجم کافی بڑھ گیا لیکن آمدنی میں فقط معمولی اضافہ درج کیا گیا۔ اس سے اجناس کی گھٹتی ہوئی قیمتوں کے باعث اکائی قیمتوں پر دباؤ، اور ان اہم ممالک میں جہاں برآمدات جاتی ہیں شدید مسابقت تھی۔ ان عوامل نے دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی آمدنی کو بھی کم کر دیا لیکن پاکستان کی اکائی قیمتوں پر اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کرنسی کے ردوبدل نے پاکستانی برآمد کنندگان کو اپنے مارجن (روپے میں) چھوڑے بغیر پست نرخوں کی مدد سے اپنے حریفوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنادیا ہے۔

ان حرکیات کے ردعمل میں تجارتی خسارہ تین برسوں کی پست ترین سطح پر آگیا۔ تاہم سہ ماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر میں 1.4 فیصد کمی ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے ممالک میں روزگار کے سخت حالات ہیں۔ ان ممالک کی طرف سے کم ترسیلات زر کی وصولی نے برطانیہ، یورپی یونین اور امریکہ سے آنے والے رقوم میں اضافے کا اثر زائل کر دیا۔

جہاں تک فنانسنگ کا تعلق ہے، ذخائر کے بفرز میں مسلسل اضافے پر سرمایہ کاروں کے ردعمل، شرح مبادلہ نظام کی پائیداری اور آئی ایم ایف پروگرام کے آغاز سے حاصل ہونے والے اطمینان کے باعث دو سال سے زائد عرصے بعد حکومتی تمسکات (ٹی بلز اور پی آئی بیز) میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری آئی۔ تاہم سی پیک کے متعدد منصوبوں کی تکمیل کی وجہ سے تعمیرات اور بجلی کے شعبوں میں آمد رقوم میں تیزی سے کمی کی بنا پر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری تقریباً جمود کا شکار رہی۔ جزوی طور پر اس کی تلافی جی ایس ایم لائسنس فیس کی تجدید کے لیے ایک ٹیلی کام کمپنی میں یکبارگی رقم کی آمد سے ہو گئی۔

1.3 معاشی منظر نامہ

جاری کھاتے کا خسارہ سالانہ رپورٹ برائے 19-2018ء میں پیش کردہ تخمینوں سے بہتر ہونے کی توقع ہے۔²

یہ بنیادی طور پر درآمدات میں توقع سے زیادہ سکڑاؤ کی عکاسی کرتا ہے۔ چونکہ صنعتی شعبہ تناؤ کا شکار ہے اس لیے اس کی درآمد شدہ خام مال کی طلب کم رہنے کی توقع ہے۔ عالمی معیشت میں سست روی اور اہم محرکات کی عدم موجودگی (امریکہ اور چین تجارتی تنازع اور بریگزٹ

² حقیقت یہ ہے کہ اکتوبر 2019ء میں 50 مہینوں میں پہلی بار جاری کھاتے میں فاضل درج کیا گیا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم منہا کرنے کے بعد جاری کھاتے میں 59 مہینے قبل فاضل ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اکتوبر تا نومبر مالی سال 20ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ 249 ملین ڈالر درج کیا گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت سے 89.8 فیصد کم تھا۔

کے حل) کے باعث اجناس کی قیمتیں بھی کم ہیں۔ اس کے علاوہ پست عالمی نمو کا منظر نامہ اور اجناس کی قیمتیں بھی برآمدات اور ترسیلات زردونوں پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ بہر حال، اس آمدنی کا کوئی منفی اثر ہوا تو درآمدی ادائیگیوں میں کمی سے اس کا اثر زائل ہو جائے گا۔ چنانچہ مجموعی صورت حال یہ ہے کہ مالی سال 20ء کے لیے جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 1.5 سے 2.5 فیصد کی حدود میں رہنے کا امکان ہے۔

تاہم اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی کم رہنے کا امکان ہے۔ زراعت میں ہو سکتا ہے فصلوں کے شعبے کے اہداف حاصل نہ کیے جاسکیں کیونکہ کپاس اور گنے دونوں کی پیداوار تخمیناً مالی سال 19ء سے نیچے رہے گی۔ صنعتی شعبے کو دباؤ کا سامنا رہے گا۔ اکتوبر 2019ء کے بڑے پیمانے پر اشیاء سازی کے تخمینوں سے سال بسال بنیاد پر 8.0 فیصد کی ظاہر ہوتی ہے جو مالی سال 20ء میں ہونے والی 5.9 فیصد کی سے زیادہ ہے۔ تاہم برآمدی صنعتوں کی کارکردگی مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ نیز حکومت کا یہ فیصلہ کہ کاروبار کے لیے شناختی کارڈ کی پابندی کے نفاذ کے لیے فروری 2020ء تک ضوابط کی کارروائیاں (اور اس کے علاوہ، ایکسل لوڈ مینجمنٹ) ملتی کر دی جائیں کسی حد تک اشیاء سازوں کی عملی رکاوٹوں کو کم کر سکتا ہے۔³ ان حالات کے پیش نظر حقیقی جی ڈی پی نمو کا ہدف 4 فیصد حاصل ہونے کا امکان نظر نہیں آتا۔

جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے، توقع ہے کہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں دباؤ کم ہو جائے گا کیونکہ ملکی طلب میں مسلسل کمی آرہی ہے (جس سے تیزی مہنگائی قابو میں رہنے کی توقع ہے)، اور بہتر ہوتے ہوئے جاری کھاتے کے خسارے اور آمدن قوم کی بنا پر شرح مبادلہ میں استحکام ہے۔ پورے سال کے لیے اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 11 سے 12 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ یہ پیش گوئی خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے، شرح مبادلہ کی قدر میں کمی اور میزانیہ قرض گیری میں اضافے کے خطرات سے مشروط ہے۔

³ گڈیوں کی اوور لوڈنگ کو کم کرنے کے لیے حکومت نے موٹرویز اور نیشنل ہائی ویز پر ایکسل لوڈ کی حدیں مقرر کر دیں جو یکم جون 2019ء سے مؤثر ہیں۔ تاہم بڑی موٹرویز کے لیے یہ حدود ایک سال کے لیے مؤخر کر دی گئیں (ماخذ: این ایچ اے پریس ریلیز بتاریخ 22 مئی 2019ء اور پی ایم آفس پریس ریلیز بتاریخ 27 اکتوبر 2019ء)۔